فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا رات کے نوافل چار چار رکعت کر کے پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: رات کے نوافل دو دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔ رات کو چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا ثابت نہیں۔

❀ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے، ان کا حسن اور ان کی طوالت مت پوچھئے، پھر چار رکعت پڑھتے، طوالت اور حسن میں مثالی، پھر تین وتر پڑھتے۔

میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا۔''

(صحيح البخاري : 1147 ، صحيح مسلم : 125/738)

بعض نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سلام سے چار رکعت پڑھتے تھے، جبکہ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ چار رکعت ایک سلام سے نہیں ہوتی تھیں، بلکہ نبی کریم ﷺ دو دو کر کے آٹھ رکعت ادا کرتے تھے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

''نماز عشاء جسے لوگ ''عتمہ'' کہتے ہیں اور نماز فجر کے درمیان نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔''

(صحيح مسلم : 736/122)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ ان لوگوں کا رد کرتے ہیں، جو رات کی نماز کو چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون سمجھتے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔

❀ چنانچہ فرماتے ہیں:

قِيلَ لَهٗ : فَقَدْ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهٗ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ، وَهٰذَا الْبَابُ إِنَّمَا

يُؤْخَذُ مِنْ جِهَةِ التَّوْقِيفِ وَالْاِتِّبَاعِ لِمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِهٖ وَفَعَلَهٗ أَصْحَابُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ فَلَمْ نَجِدْ عِنْدَ مَنْ فَعَلَهٗ وَلَا مِنْ قَوْلِهٖ : أَنَّهٗ أَبَاحَ أَنْ يُصَلَّى فِي اللَّيْلِ بِتَكْبِيرَةٍ أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَبِذٰلِكَ نَأْخُذُ وَهُوَ أَصَحُّ الْقَوْلَيْنِ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ .

''ایسے لوگوں (جو رات کی نماز کو چار رکعت ایک سلام سے مسنون کہتے ہیں) کو جواب دیا جائے گا کہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ یہ مسئلہ توقیفی ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے اور یہی فرمایا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ جو لوگ رات کی نماز کو چار چار رکعت کر کے پڑھتے ہیں، ان کے پاس یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں کوئی دلیل نہیں کہ جس سے رات کو دو رکعت سے زیادہ ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوتا ہو۔ ہمارا مؤقف یہی ہے، اس مسئلہ میں ہمارے مطابق صحیح ترین قول یہی ہے۔''

(شرح معاني الآثار :1/336)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى .

''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 26/2، 51؛ سنن أبي داوٗد : 1295، سنن النّسائي : 677،

سنن الترمذي : 597؛ سنن ابن ماجه : 1322، وسندهٗ صحیحٌ)

(سوال): کیا کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چوما جا سکتا ہے؟

(جواب): کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چومنا ثابت نہیں۔ کعبۃ اللہ میں صرف حجر اسود کو چومنا مسنون ہے۔

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِهٰذَا أَصْلٌ فِي السُّنَّةِ، وَلَمْ يَرِدْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ مِنَ الْبَيْتِ غَيْرَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، وَالْاِتِّبَاعُ أَوْلٰى مِنَ الْاِبْتِدَاعِ، بَلْ هُوَ الْوَاجِبُ .

”کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چومنے پر سنت میں کوئی دلیل نہیں، نبی کریم ﷺ سے حجر اسود کے علاوہ کعبۃ اللہ کے کسی حصہ کو چومنا ثابت نہیں۔ سنت پر عمل کرنا بدعت سے بہتر ہے، بلکہ سنت پر عمل کرنا ہی واجب ہے۔“

(التنبیه علی مشکلات الهدایة : 1055/3)

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تو فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ .

”اگر میں نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔“

(صحیح البخاري : 1597، صحیح مسلم : 1270)

معلوم ہوا کہ جس چیز کا بوسہ شریعت سے ثابت نہ ہو، اسے بوسہ دینا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِرْمِذِيّ : فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرَهُ الشَّرْعُ بِتقْبِيلِهِ .

''ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمہ اللہ) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو بوسہ دینے کی تعلیم شریعت نے نہ دی ہو، اسے بوسہ دینا مکروہ ہے۔''

(فتح الباري : 463/3)

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْاِتِّبَاعَ كَمَا يَكُونُ فِي الْفِعْلِ يَكُونُ فِي التَّرْكِ، فَالْفِعْلُ سُنَّةٌ وَالتَّرْكُ سُنَّةٌ .

''اتباع جس طرح فعل نبوی میں ہوتا ہے، اسی طرح ترک میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا) فعل بھی سنت ہے اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا) ترک بھی سنت ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية :269/1)

ثابت ہوا جس کام کا محرک موجود ہو، اس کے بارے میں شرعی ممانعت بھی ثابت نہ ہو اور نہ ہی اسے سرانجام دینے میں کوئی رکاوٹ ہو، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کیا ہو، تو اسے ترک کرنا سنت ہے اور اس پر عمل کرنا بدعت سیئہ وقبیحہ ہے۔

سوال: ''وجد'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: وجد اور حال جو صوفیوں کے اعمال وافعال ہیں، بے حقیقت اور بے ثبوت ہیں۔ اسے تلبیس ابلیس کہہ سکتے ہیں۔ یہ وجد اور حال نصاریٰ سے مستعار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین سے ایسا ثابت نہیں۔

❁ علامہ سرخسی حنفی رحمہ اللہ (۴۸۳ھ) کہتے ہیں:

إِنَّ مَا يَفْعَلُهُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ مَكْرُوهٌ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الدِّينِ .

''لوگ وجد اور محبت کے حال کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ مکروہ ہے، دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(البَحر الرّائق لابن نُجَیم : 82/5)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتّٰى يَبِيعَهُ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، أَوْ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلٰى بَصِيرَةٍ .

''جس نے کٹائی کے دنوں میں انگور روک لیے، تاکہ انہیں کسی یہودی یا عیسائی یا شراب کشید کرنے والے کو بیچے، تو اس نے جانتے بوجھتے خود کو جہنم میں گرا دیا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 5356)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① عبدالکریم بن (ابی) عبدالکریم مجہول ہے۔

② حسن بن مسلم بھی مجہول و نامعلوم ہے۔

③ حسین بن واقد کی روایت عبداللہ بن بریدہ سے منکر ہوتی ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا !.

''عبداللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!''

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 1420)

یہ جرح مفسر ہے۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حديثٌ كَذِبٌ بَاطِلٌ .

''یہ حدیث جھوٹی اور باطل ہے۔''

(علل الحديث : 1165)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ .

''حسین بن واقد سے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔''

(كتاب المَجروحين :1/236)

❁ نیز''منکر''بھی کہا ہے۔

(كتاب المَجروحين :1/236)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے''موضوع (من گھڑت)''کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال :1/523)

(سوال): درج ذیل روایت کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ستر ہزار لوگوں کے بارے میں فرمایا، جو بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے:

هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ ....

''وہ نہ خود دم کرتے ہوں گے اور نہ دم کراتے ہوں گے۔''

(صحيح مسلم : 220)

(جواب): دم کرنا یا کرانا جائز اور مشروع ہے۔ ترک کرنا اولیٰ اور افضل ہے۔ حدیث میں ان لوگوں کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ جو نہ خود دم کریں گے اور نہ دوسروں سے دم کرائیں گے، بلکہ اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کو تفویض کر دیں گے اور اللہ پر کامل توکل کریں گے۔ اس سے دم کرنے یا کرانے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

(سوال): رقص کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): رقص بالاجماع حرام ہے۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ وَالتَّصْفِيقُ وَالصَّرِيخُ وَضَرْبُ الْأَوْتَارِ وَالصَّنْجِ وَالْبُوقِ الَّذِي يَفْعَلُهٗ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي التَّصَوُّفَ فَإِنَّهٗ حَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ .

''رقص کرنا، تالیاں بجانا، چیخیں مارنا، کمان کی تاند بجانا، باجہ بجانا اور ہارن وغیرہ مارنا، جو کہ بعض صوفیا کرتے ہیں، بالاجماع حرام ہے۔''

(حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص 215)

❁ علمائے احناف کہتے ہیں:

اَلسَّمَاعُ وَالْقَوْلُ وَالرَّقْصُ الَّذِي يَفْعَلُهُ الْمُتَصَوِّفَةُ فِي زَمَانِنَا حَرَامٌ لَا يَجُوزُ الْقَصْدُ إِلَيْهِ وَالْجُلُوسُ عَلَيْهِ وَهُوَ وَالْغِنَاءُ وَالْمَزَامِيرُ سَوَاءٌ .

''سماع، قوالی اور رقص، جو ہمارے زمانے کے صوفیا کرتے ہیں، حرام ہیں، ان مجلسوں اور محفلوں میں جانا اور ان میں بیٹھنا جائز نہیں۔ قوالی، گانا اور موسیقی کا حکم ایک ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:5/352، فتاویٰ شامی:6/349)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ، فَلَمْ يَأْمُرِ اللّٰهُ بِهٖ وَلَا رَسُولُهٗ وَلَا أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ .

''رقص کرنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا، نہ اس کے رسول ﷺ نے اور نہ کسی امام نے کہا۔''

(مَجموع الفتاویٰ :11/599)

❁ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ وَالتَّصْفِيقُ فَشَأْنُ أَهْلِ الْفِسْقِ .

''رقص کرنا اور تالیاں بجانا اہل فسق کا کام ہے۔''

(سبل السّلام : 2/192)

(سوال): تصویر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): جو تصویر ہاتھ سے بنائی جائے، وہ ممنوع اور حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خلق سے مشابہت ہے، تصویر کے بارے میں جو ممانعت، وعید یا مذمت بیان ہوئی ہے، وہ اسی تصویر کے بارے میں ہے۔

کیمرے سے بنائی گئی تصویر حرام نہیں، لغوی اور شرعی طور پر اسے تصویر نہیں کہا جا سکتا، اگرچہ عرف میں اسے بھی ''تصویر'' کہہ دیا جاتا ہے، مگر حقیقت میں یہ عکس ہے، تصویر نہیں۔

(سوال): درج ذیل آیت کریمہ کا کیا معنی ہے؟

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طه : ٥)

''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾

(الأعراف : ٥٤، يونس : ٣، الرعد : ٢، الفرقان : ٥٩، السجدة : ٤، الحديد : ٤)

(جواب): سلف صالحین اور ائمہ دین نے ان آیاتِ بینات کا معنی بیان کیا ہے کہ ''وہ عرش پر بلند ہوا۔''

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ : عَلَا، فَهُوَ صَحِيحٌ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ .

''جن لوگوں نے کہا ہے کہ (استوا علی العرش کا معنی یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ بلند ہوا، ان کی بات صحیح ہے۔ اہل سنت اور اہل حق کا یہی مذہب ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : ٩٢/٢٠)

❀ امام مجاہد بن جبر مکی رحمہ اللہ (۱۰۴ھ) استوا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عَلَا عَلَى الْعَرْشِ .

''عرش پر بلند ہوا۔''

(تغليق التّعليق لابن حَجَر : ٣٤٥/٥، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی عَرْشِهِ ارْتَفَعَ وَعَلَا .

''اللہ تعالیٰ عرش پر بلند ہوا۔''

(تفسير الطَّبري : ۲۷۰/۱۸، ۱٦۹/۲۳)

❁ امام لغت، محمد بن زیاد، ابن الاعرابی رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

أَتَعْرِفُ فِي اللُّغَةِ اِسْتَوٰى بِمَعْنٰى اِسْتَوْلٰى؟ فَقَالَ : لَا .

''کیا آپ لغت میں استویٰ کا معنیٰ ''غلبہ پانا'' جانتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 201/3، وسندهٗ حسنٌ)

❁ داود بن علی ظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، مَا مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ : ٥) قَالَ : هُوَ عَلٰى عَرْشِهٖ كَمَا أَخْبَرَ .

قَالَ الرَّجُلُ : لَيْسَ كَذَاكَ هُوَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، إِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ : ﴿اسْتَوٰى﴾ اِسْتَوْلٰى .

فَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ : اُسْكُتْ، مَا يُدْرِيكَ مَا هٰذَا؟ اَلْعَرَبُ لَا تَقُولُ لِلرَّجُلِ، اسْتَوْلٰى عَلَى الشَّيْءِ حَتّٰى يَكُونَ لَهٗ فِيهِ مُضَادٌّ، فَأَيُّهُمَا غَلَبَ قِيلَ : قَدِ اسْتَوْلٰى عَلَيْهِ، وَاللّٰهُ لَا مُضَادَّ لَهٗ هُوَ عَلٰى عَرْشِهٖ كَمَا أَخْبَرَ، وَالْاِسْتِيلَاءُ بَعْدَ الْمُغَالَبَةِ .

''ہم محمد بن زیاد ابن الاعرابی رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابو عبد اللہ! فرمان الٰہی : ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ ''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔'' کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے، جیسا کہ اس نے خبر دی ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: اے ابو عبد اللہ! اس کا یہ معنی نہیں ہے، بلکہ استویٰ کا معنی غلبہ پانا ہے۔ تو امام ابن الاعرابی رحمہ اللہ نے فرمایا: خاموش ہو جا، کیا تمہیں یہ بھی نہیں معلوم نہیں؟ اہل عرب کسی شخص کے بارے میں ''استولیٰ'' اسی وقت کہتے ہیں، جب اس شخص کا اس معاملہ میں کوئی مقابل ہو، دونوں میں جو غالب آ جائے، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس پر غالب آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی مقابل نہیں، وہ اپنے عرش پر ہے، جیسا کہ اس نے خبر دی ہے۔ ''استیلاء'' ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے بعد ہوتا ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 201/3، وسندہٗ حسنٌ)

سوال: کیا قادیانی اقلیت ہیں؟

جواب: غلام احمد قادیانی کاذب، مفتر، زندیق، ملحد، دجال، کافر اور مرتد تھا۔ اس کا ارتداد کئی وجوہ سے تھا؛ ① دعویٔ نبوت ② دعویٔ شریعت ③ انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین ④ متواتر ضروریات دین کا انکار ⑤ انبیائے کرام علیہم السلام کو سب وشتم کرنا۔

مرزا کے بے شمار کفریات ہیں، جو اس کی اپنی کتب سے عیاں ہیں۔ اس کے زندیق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے شریعت کے الفاظ کی حقیقت بدل دی، یوں ملحد ٹھہرا۔

یاد رہے کہ اسلام میں چار طرح کے لوگوں کی جان و مال کی حرمت ہے؛ ① مومن ② ذمی، جس کے ساتھ یہ معاہدہ ہو کہ وہ جزیہ دے کر پُر امن طریقے سے اسلامی ریاست میں

رہے گا③ جس کے ساتھ یہ معاہدہ طے پا جائے کہ نہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرے گا اور نہ مسلمان اس سے جنگ کریں گے۔ ④ ایسا شخص، جو نہ تو ذمی ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے، لیکن وہ ایک محدود مدت تک اَمان طلب کر لیتا ہے کہ میں کسی بھی غرض سے آپ کی سلطنت میں رہوں گا، اسے امان حاصل ہے۔ تمام کفار کو اقلیت کے حقوق حاصل ہیں۔

اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کو جائز سمجھے، تو وہ مرتد کافر ہے۔ اگر وہ خود دعویٰ نبوت کر دے، تو بھی مرتد کافر ہے۔ اگر کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، تو بھی مرتد کافر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ تینوں خرابیاں پائی جاتی تھیں۔ اس سب کے باوجود جو ایسے کی تصدیق کرے، وہ اُس جیسا مرتد کافر ہے۔

قادیانی نہ صرف مرزا کو نبی مانتے ہیں، بلکہ اُس کی جھوٹی نبوت کی دعوت بھی دیتے ہیں اور جو اسے نبی نہ مانے، اسے مسلمان بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اسلام کے الفاظ کی حقیقت کو بھی بدلتے ہیں، لہٰذا ان کا کفر عام کفر نہیں ہے، بلکہ ان کا کفر، کفر ارتداد مغلظ ہے۔ ایسوں کو کسی اسلامی سلطنت میں رہنے کا کوئی حق نہیں، چہ جائیکہ انہیں اقلیت تسلیم کر لیا جائے۔ اسلام میں ان کی کوئی حرمت ہے، نہ حقوق۔ ارتداد کی وجہ سے ان کی سزا قتل ہے، خواہ پیدائشی قادیانی ہوں، یا بعد میں مرتد ہو گئے ہوں، دونوں کا حکم ایک ہی ہے، البتہ یہ ذمہ داری مسلمان حکمران کی ہے، عام انسان کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

۞ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (620ھ) لکھتے ہیں:

مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ، أَوْ صَدَّقَ مَنِ ادَّعَاهُ، فَقَدِ ارْتَدَّ .

''جو نبوت کا دعوی کرتا ہے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرتا ہے، وہ مرتد ہے۔''

(المُغني : 28/9)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَثْبَتَ نَبِيًّا بَعْدَ مُحَمَّدٍ فَهُوَ شَبِيهٌ بِأَتْبَاعِ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ وَأَمْثَالِهِ مِنَ الْمُتَنَبِّئِينَ .

''جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا اثبات کرتا ہے، وہ مسیلمہ کذاب اور اس جیسے دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کے پیرکاروں کے حکم میں ہے۔''

(منهاج السّنّة : 187/6)

۞ سعودی عرب کے مفتی اعظم، علامہ ابن باز رحمہ اللہ (1420ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ ادَّعٰى أَنَّهٗ نَبِيٌّ أَوْ أُوحِيَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَالْقَادِيَانِيَّةِ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ ضَالٌّ مُّضِلٌّ مُّرْتَدٌّ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ .

''جو دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے یا اس پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے، تو وہ کافر، گمراہ، گمراہ گر اور دین اسلام سے مرتد ہے، جیسا کہ قادیانی ہیں۔''

(مَجموع فتاوی ابن باز : 28/6)

۞ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (1421ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّهٗ نَبِيٌّ بَّعْدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَهُوَ كَاذِبٌ كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ وَالْمَالِ، وَمَنْ صَدَّقَهٗ فِي ذٰلِكَ؛ فَهُوَ كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ وَالْمَالِ، وَلَيْسَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے، وہ کافر اور جھوٹا ہے، اس کا خون اور مال حلال ہے، نیز جس نے مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ بھی کافر ہے، اس کا مال

وجان بھی حلال ہے، ایسا شخص نہ مسلمان ہے اور نہ امت محمدیہ میں داخل ہے۔''

(مَجموع ورسائل العثيمين : 478/9)

❁ سعودی علما کا فتویٰ ہے:

...... هٰؤُلَاءِ كُفَّارٌ مُّرْتَدُّونَ عَنِ الْإِسْلَامِ وَإِنْ زَعَمُوا أَنَّهُمْ مُسْلِمُونَ، وَإِنِ اجْتَهَدُوا فِي الدَّعْوَةِ إِلَيْهِ عَلٰى عَقِيدَتِهِمْ وَطَرِيقَتِهِمْ؛ كَجَمَاعَةِ الْقَادِيَانِيَّةِ الْأَحْمَدِيَّةِ الَّذِينَ أَنْكَرُوا خَتْمَ النُّبُوَّةِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَعَمُوا أَنَّ غُلَامَ أَحْمَدَ الْقَادِيَانِيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ وَرَسُولُهٗ، أَوْ أَنَّهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، أَوْ تَقَمَّصَتْ رُوحُ مُحَمَّدٍ أَوْ عِيسٰى بَدَنَهٗ فَكَانَ بِمَنْزِلَتِهٖ فِي النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ .

''...... یہ لوگ کافر اور اسلام سے مرتد ہیں، اگر چہ یہ خود کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور اپنے عقیدے اور طریقے کے مطابق اسلام کی طرف دعوت بھی دیتے ہیں، جیسے قادیانی احمدی فرقہ، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے یا وہ مسیح (موعود) عیسیٰ بن مریم ہے یا محمد کریم (ﷺ) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی روح غلام احمد کے بدن میں داخل ہو چکی ہے، یوں اسے نبوت اور رسالت کا مقام حاصل ہو گیا ہے۔''(فتاوی اللّجنة الدّائمة : 226/2)

❁ علامہ صالح بن فوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنِ ادَّعٰى عَدَمَ خَتْمِ النُّبُوَّةِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

أَوْ صَدَّقَ مَنْ يَدَّعِي ذٰلِكَ؛ فَهُوَ مُرْتَدٌّ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَلِهٰذَا حَكَمَ الصَّحَابَةُ عَلٰى مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرِّدَّةِ، وَقَاتَلُوهُ هُوَ وَأَتْبَاعَهُ، وَسَمَّوْهُمْ بِالْمُرْتَدِّينَ، وَهٰذَا مِمَّا أَجْمَعَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ سَلَفًا وَّخَلَفًا .

''جس نے محمد کریم ﷺ کے خاتم النبیین نہ ہونے کا دعویٰ کیا، یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی، تو وہ دین اسلام سے مرتد ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دعویٔ نبوت کرنے والوں پر ارتداد کا فتویٰ لگایا تھا، متنبّی سے بھی قتال کیا اور اس کے پیروکاروں سے بھی، نیز انہیں مرتد بھی قرار دیا۔ پہلے اور بعد والے مسلمان اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔''

(الإرشاد إلى صحيح الاعتقاد، ص 213)

۞ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) نقل کرتے ہیں:

هٰذَا وَمَنْ تَبِعَهٗ مُلْحِدٌ زِنْدِيقٌ كَافِرٌ مُّرْتَدٌّ بِلَا رَيْبٍ وَّشَكٍّ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَهُوَ الْحَقُّ وَفِيهِ الصَّوَابُ، وَكَذَا مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ بَعْدَ اطِّلَاعِهٖ عَلٰى كُفْرِيَاتِهٖ فَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِ، وَلَعْنَةٌ فِي الدُّنْيَا وَذِلَّةٌ فِي الْآخِرَةِ، وَعَذَابٌ وَّعِقَابٌ، كَيْفَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ هٰذَا وَمَنْ تَبِعَهٗ خَارِجًا عَنِ الْإِسْلَامِ مُرْتَدًّا، لَمْ يَكُنْ مُسَيْلَمَةُ وَأَتْبَاعُهٗ وَأَمْثَالُهٗ كَافِرًا مُّرْتَدًّا عِنْدَ الْجَزَاءِ يَوْمَ الْحِسَابِ .

''مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو ماننے والے دونوں بلا شک وشبہ ملحد، زندیق،

کافر اور مرتد ہیں۔ یہی فتویٰ ہے، درست اور حق بات بھی یہی ہے۔ اسی طرح جو مرزا قادیانی کے کفریات جاننے کے بعد بھی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، تو اس پر بھی وہی فتویٰ لگے گا، جو مرزا قادیانی پر فتویٰ لگا ہے، دنیا میں لعنت اور آخرت میں رسوائی اس کا مقدر ہے، نیز عذاب اور سزا کا مستحق بھی ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور اس کو ماننے والے اسلام سے خارج اور مرتد نہیں ہے، تو مسیلمہ وغیرہ اور ان کے ماننے والے بھی روز آخرت کافر مرتد نہیں ہوں گے۔''

(إكفار الملحدين في ضروريات الدِّين، ص 165)

سوال: کیا دعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: تمام علما کا اجماع واتفاق ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا مفید ونافع ہے، اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ دعا تدفین سے پہلے ہو، یا بعد، جنازہ سے پہلے ہو یا جنازہ کے بعد، انفرادی ہو یا اجتماعی، ہاتھ اٹھا کر ہو، یا ہاتھ اٹھائے بغیر، ہر صورت جائز ہے۔ اسی طرح تعزیت کرتے وقت دعا کی جاسکتی ہے، البتہ مروجہ دعا کا کوئی ثبوت نہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾(الحشر : ١٠)

''مہاجرین وانصار کے بعد ایمان لانے والے عرض کرتے ہیں: یارب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی بخشش فرما، جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے، ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کینہ وبغض نہ

رکھنا۔ ہمارے رب! تو بہت شفیق اور بے انتہا رحیم ہے۔''

بہت سی احادیث اس مفہوم پر دلالت کناں ہیں؛

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ .

''اللہ! بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما۔''

(صحيح مسلم : 947)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازے پر جب لوگ تعریف کر رہے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، قَالَ عُمَرُ : فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ : وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ : وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ .

''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، اس کی

مذمت کی گئی، تو فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے ایک جنازہ گزرا، اس کی تعریف کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، فرمایا: آپ لوگوں نے جس کی تعریف کی تھی، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی مذمت کی تھی، اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔''

(صحيح البخاري: 1367؛ صحيح مسلم: 949؛ واللّفظ لهٗ)

❀ ابو اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل چکی تھی، میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہوگئی، پھر تیسرا جنازہ نکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے، آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ ابو اسود دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہوگئی، فرمایا: میں نے وہی کہا ہے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کی اچھائی پر چار آدمی گواہی دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، ہم نے کہا: اگر تین گواہی دیں؟ فرمایا: تین پر بھی، پوچھا:

دو؟فرمایا: دو پر بھی، ہم نے یہ البتہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو؟''

(صحیح البخاري : 1368)

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، زخموں کی تاب نہ لا سکے اور شہید ہو گئے، تو شہید ہوتے وقت اپنے ساتھی سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے دعا کی درخواست کرنا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ ...... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ .

''اللہ! اپنے پیارے بندے ابو عامر کی بخشش فرما، ......اللہ! ان کو روز قیامت بہتوں پر فوقیت و برتری عطا فرمانا۔''

(صحیح البخاري : 4323)

سوال: تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا مکروہ ہے، کسی کے گھر اس غرض سے بیٹھ جانا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کریں، مناسب فعل نہیں۔ بیٹھنے کا عمل بہر صورت مکروہ ہے، خواہ مردوں کی طرف سے ہو، یا عورتوں کی طرف سے۔ البتہ تعزیت کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، جنازہ کے موقع پر بھی اور بعد میں بھی۔

یاد رہے کہ سوگ صرف قریبی عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے اسلام میں سوگ نہیں۔